

وَلَقَدْ لَبِئْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَذَا مِنْ مَّذَكَّرٍ

تَفْسِيرٍ

حَسَنُ الْبَيَانِ (اُردو)

صحیح احادیث کی روشنی میں

تفسیر: حافظ صلاح الدین ایوبی حفظہ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد جونا گڑھی

مؤلف: مولانا مفتی عبد الولی خان حفظہ اللہ

نظر ثانی: مولانا صفی الرحمن مبارکپوری



جملہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں



سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پرنس عبدالعزیز بن جلوی سٹریٹ پوسٹ بکس: 22743 الرياض 11416 سعودی عرب

فون: 4033962-403432 1 00966 فیکس: 4021659 www.darussalamksa.com

Email: darussalam@awalnet.net.sa info@darussalamksa.com

الرياض • اعلیٰ فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945 • المسز فون: 4735220 1 00966 فیکس: 4735221
• سویدی فون: 4286641 1 00966 • سوئیڈن فون/فیکس: 2860422 1 00966

جده فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270 • مدینہ منورہ فون: 8230038, 8234446 00966 فیکس: 8151121 04

الخریفہ فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551 3 00966 فیکس: 7 2207055 • قمیص مشیط فون/فیکس: 00966

شیخ البحر فون: 0500887341 فیکس: 8691551 • قصیم (بریدہ) فون: 0503417156 فیکس: 3696124 6 00966

امریکہ • نیویک فون: 5925 625 718 001 • بوسٹن فون: 722 713 001 • کینیڈا • مسیورین اللہ پ فون: 4186619 416 001

لندن • دارالسلام انٹرنیشنل ٹیلیفون نمبر فون: 77252246 20 0044 20 85394885 • دارالسلام انٹرنیشنل فون: 7739309 0121 0044

متحدہ عرب امارات • شاہجہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624 • قرآن فون: 52928 01 480 0033 فیکس: 52997 01 480 0033

اٹلی • دارالسلام اٹلی فون: 45566249 44 0091 • سوئٹزرلینڈ فون: 12041 98841 0091 • اسلامک بکس انٹرنیشنل فون: 4180 22 2373 0091

• نئی کیمبرا سٹریٹ فون: 4892 2451 40 0091 • سوئٹزرلینڈ فون: 30850 98493 0091 • ایم ایل بی راک انٹرنیشنل فون: 42157847 44 0091

سری لنکا • دارالکتاب فون: 358712 115 0094 • دارالایمان ٹرسٹ فون: 2669197 114 0094

پاکستان ہیڈ آفس و مرکزی شوزروم

لاہور 36- نورڈال، کینڈیٹ سٹاپ، لاہور فون: 0092 42 373 240 34, 372 400 24, 372 32 4 00 فیکس: 0092 42 373 540 72

• غزنی سٹریٹ، آروہ بازار لاہور فون: 0092 42 371 200 54 فیکس: 0092 42 373 207 03

• ۷ جاک، گول کمرشل مارکیٹ، دکان 2 (گروڈ فوڈ) ڈیفنس، لاہور فون: 0092 42 356 926 10 فیکس: 0092 42 356 926 10

کراچی مین طارق روڈ، ڈالمن ہاؤس سے (مہاراجا پارک عرف) دوسری گلی، کراچی فون: 0092 21 343 939 36 فیکس: 0092 21 343 939 37

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون/فیکس: 0092 51 22 815 13

info@darussalampk.com | www.darussalampk.com

اِنَّا هَآءِ (1) سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ (5) رُكُوْعًا 1

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۱ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِیْمِ ۲ مُلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۳ اِیَّاكَ

نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۴ اِهْدِنَا

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۵ صِرَاطَ الَّذِیْنَ

اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۶ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ

عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۷

الْمَ 7: (1) سُورَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ (5) دُرُودُهَا 1

سورۃ فاتحہ کی ہے اس میں 7 آیات، 1 رکوع ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

■ سورۃ فاتحہ قرآن مجید کی سب سے پہلی سورت ہے، جس کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ فاتحہ کے معنی آغاز اور ابتدا کے ہیں، اس لیے اسے الْفَاتِحَةُ، یعنی فاتحۃ الْکِتَابِ کہا جاتا ہے۔ اس کے اور بھی متعدد نام احادیث سے ثابت ہیں، مثلاً: أَمُّ الْقُرْآنِ، أَلْسِنَةُ الْمَنَانِي، الْقُرْآنُ الْعَظِيمُ، الرَّؤْفَةُ (دم) جس طرح ایک صحابی نے ایک بچہ کو ڈسے ہوئے کو اس سے دم کیا تو اسے آرام آ گیا، نبی ﷺ نے فرمایا: ”تجھے کس طرح معلوم ہوا کہ یہ دم ہے؟“ (صحیح البخاری، حدیث: 2276، و صحیح مسلم، حدیث: 65-2201) وغیرہا من الاسماء اس کا ایک اہم نام الصَّلَاة بھی ہے، جیسا کہ ایک حدیث قدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: «فَسَمَّيْتُ الصَّلَاةَ بِبَنِي وَبَيْنَ عَبْدِي» (صحیح مسلم، حدیث: 38-395) ”میں نے صلاۃ (نماز) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔“ مراد سورۃ فاتحہ ہے جس کا نصف حصہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور اس کی رحمت و ربوبیت اور عدل و بادشاہت کے بیان میں ہے اور نصف حصے میں دعا و مناجات ہے جو بندہ اللہ کی بارگاہ میں کرتا ہے۔ اس حدیث میں سورۃ فاتحہ کو ”نماز“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں اس کا پڑھنا نہایت ضروری ہے، چنانچہ نبی ﷺ کے ارشادات میں اس کی خوب وضاحت کر دی گئی ہے، فرمایا: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ» (صحیح البخاری، حدیث: 756، و صحیح مسلم، حدیث: 34-394) ”اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔“ اس حدیث میں (مَنْ) کا لفظ عام ہے جو ہر نمازی کو شامل ہے۔ منفرد ہو یا امام یا امام کے پیچھے مقتدی۔ سری نماز ہو یا جہری، فرض نماز ہو یا نفل۔ ہر نمازی کے لیے سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ اس موم کی مزید تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نماز فجر میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نبی ﷺ کے ساتھ قرآن کریم پڑھتے رہے جس کی وجہ سے آپ ﷺ پر قراءت بوجھل ہو گئی، نماز ختم ہونے کے بعد جب آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم بھی ساتھ پڑھتے رہے ہو؟ انھوں نے اثبات میں جواب دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: «لَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِهَا» ”تم ایسا مت کیا کرو (مت پڑھا کرو) البتہ سورۃ فاتحہ ضرور پڑھا کرو کیونکہ اس کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔“ (سنن ابی داود، حدیث: 823، و جامع الترمذی، حدیث: 311، و سنن النسائي، حدیث: 921) اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ» ”خَلَاةٌ غَيْرُ تَمَامٍ“ جس نے بغیر فاتحہ کے نماز پڑھی وہ ناقص ہے مکمل نہیں۔ تین مرتبہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا: «إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ» ”امام کے پیچھے بھی ہم نماز پڑھتے ہیں، اس وقت کیا کریں؟“ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: «اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ» ”امام کے پیچھے تم سورۃ فاتحہ اپنے جی میں پڑھو۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 38-395) مذکورہ دونوں حدیثوں سے واضح ہوا کہ قرآن مجید میں جو آتا ہے: ﴿وَلَا تُفَرِّقُوا الْقُرْآنَ فَاسْتَبِيعُوا كَلِمَاتِهِ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ (الأعراف: 204) ”جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنو اور خاموش رہو۔“ یا حدیث: «وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا» (بشرط صمت) ”جب امام قراءت کرے تو خاموش رہو۔“ کا مطلب یہ ہے کہ جہری نمازوں میں مقتدی سورۃ فاتحہ کے علاوہ باقی قراءت خاموشی سے سنیں۔ امام کے ساتھ قرآن نہ پڑھیں۔ یا امام سورۃ فاتحہ کی آیات و تفقوں کے ساتھ پڑھے جو مسنون بھی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ① الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ② مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ③ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَرَیَّاكَ

سب تعریف اللہ کے لیے ہے ① جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے ② بہت بخشنے کرنے والا بڑا مہربان ③ بدلے کے دن

اور مقتدی ان و تقوں میں سورۃ فاتحہ پڑھے یا مقتدی سورۃ فاتحہ امام کی اس خاموشی (سکتے) میں پڑھے جو وہ سورۃ فاتحہ پڑھنے سے پہلے کرتا ہے یا قراءت کے اختتام پر۔ (صحیح روایات سے قراءت کے بعد سکتہ ثابت ہے۔) اس طرح آیت قرآن اور احادیث صحیحہ میں اللہ کوئی تعارض نہیں رہتا۔ دونوں پر عمل ہو جاتا ہے۔ جب کہ سورۃ فاتحہ کی ممانعت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حاکم بدین قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں لکراؤ ہے اور دونوں میں سے کسی ایک پر ہی عمل ہو سکتا ہے، بیک وقت دونوں پر عمل ممکن نہیں۔ فَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ هٰذَا (مزید دیکھیے سورۃ اعراف، آیت: 204 کا حاشیہ۔)

■ یہ سورت کی ہے۔ کی یا مدنی کا مطلب یہ ہے کہ جو سورتیں ہجرت (13 نبوت) سے قبل نازل ہوئیں وہ کی ہیں، خواہ ان کا نزول مکہ مکرمہ میں ہو یا اس کے اطراف و جوانب میں اور مدنی وہ سورتیں ہیں جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں، خواہ مدینہ یا اس کے اطراف میں نازل ہوئیں یا اس سے دور۔ حتیٰ کہ مکہ اور اس کے اطراف ہی میں کیوں نہ نازل ہوئی ہوں۔

■ بِسْمِ اللّٰہِ کی بابت اختلاف ہے کہ آیا یہ ہر سورت کی مستقل آیت ہے یا ہر سورت کی آیت کا حصہ ہے یا یہ صرف سورۃ فاتحہ کی ایک آیت ہے یا یہ کسی بھی سورت کی مستقل آیت نہیں ہے، اسے صرف دوسری سورت سے ممتاز کرنے کے لیے ہر سورت کے آغاز میں لکھا جاتا ہے۔ قرائے کہ کو فہ نے اسے سورۃ فاتحہ سمیت ہر سورت کی آیت قرار دیا ہے جبکہ قرائے مدینہ، بصرہ و شام نے اسے کسی بھی سورت کی آیت تسلیم نہیں کیا ہے، سوائے سورۃ نمل کی آیت: 30 کے، کہ اس میں بالاحاق بسم اللہ اس کا جز ہے۔ محقق عصر شیخ احمد شاہ مسمری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خلاصہ تحقیق اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ”قرآن میں جہاں بھی بسم اللہ لکھی ہوئی ہے، وہاں قرآنی آیت ہے، البتہ اس کا اس سورت کی آیت ہونا جس کے شروع میں وہ تحریر ہے یا اس کا مستقل آیت ہونا نظر و بحث ہے۔ میرے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ سورۃ توبہ کے علاوہ یہ ہر سورت کی آیت ہے، اس لیے ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر سورت کے پڑھنے سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ ضرور پڑھے، سوائے سورۃ توبہ کے۔ چاہے اسی سورت سے تلاوت کا آغاز کرے یا دوران تلاوت میں کوئی سورت آجائے۔“ (حاشیہ جامع الترمذی: 22/2، تحت حدیث: 246، طبع مصر) اسی طرح جہری نمازوں میں اس کے اونچی آواز سے پڑھنے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض اونچی آواز سے پڑھنے کے قائل ہیں اور بعض سری آواز سے۔ (فتح القدیر) اکثر علماء نے سری آواز سے پڑھنے کو راجح قرار دیا ہے۔ تاہم جہری آواز سے بھی پڑھنا جائز ہے۔

④ بِسْمِ اللّٰہِ کے آغاز میں اقْرَأْ، اَبْدَأْ یا اَنْتَلُوْا محذوف ہے، یعنی اللہ کے نام سے پڑھنا یا شروع کرنا یا تلاوت کرتا ہوں۔ شریعت میں بہت سے اہم کاموں کے شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے، چنانچہ حکم دیا گیا ہے کہ کھانے، ذبح، وضو اور حمام سے پہلے بسم اللہ پڑھو۔ تاہم قرآن کریم کی تلاوت کے وقت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا بھی ضروری ہے۔ ﴿فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾ (النحل: 98) ”جب تم قرآن کریم پڑھنے لگو تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگو۔“

① اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں ال، استغراق کے لیے ہے، یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں کیونکہ تعریف کا اصل مستحق اور حق دار صرف

سَتَعِينُ ④ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ⑤ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ⑥ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ

وَلَا الضَّالِّينَ ⑦

(قیامت) کا مالک ہے ③ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ④ ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا ⑤ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ⑥ ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی ⑦

اللہ تعالیٰ ہے۔ کسی کے اندر کوئی خوبی، حسن یا کمال ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے، اس لیے حمد (تعریف) کا مستحق بھی وہی ہے۔ ﴿يَلِلُو﴾ میں لام انحصار کے لیے ہے، یعنی تمام تعریفیں اللہ ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ اللہ یہ اللہ کا ذاتی نام ہے، اس کا استعمال کسی اور کے لیے جائز نہیں۔ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ یہ کلمہ شکر ہے جس کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو افضل الذکر اور الْحَمْدُ لِلّٰهِ کو افضل الدعاء کہا گیا ہے۔ (جامع الترمذی، حدیث: 3383) صحیح مسلم اور سنن نسائی کی روایت میں ہے: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ﴾ (صحیح مسلم، حدیث: 1-223) ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ مِيزَانٌ كَوْكَبُهُ دِيْنٌ﴾ اسی لیے ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ اللہ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ ہر کھانے پر اور پینے پر بندہ اللہ کی حمد کرے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 89-2734)

② ﴿رَبِّ﴾ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے، جس کے معنی ہیں ہر چیز کو پیدا کرنے والے اور اس کو تکمیل تک پہنچانے والا۔ اس کا استعمال بغیر اضافت کے اللہ کے سوا کسی اور کے لیے جائز نہیں۔ ﴿الْعَالَمِينَ﴾ عَالَم (جہان) کی جمع ہے۔ دے تو تمام مخلوق کے مجموعے کو عالم کہا جاتا ہے، اسی لیے اس کی جمع نہیں لائی جاتی۔ لیکن یہاں اس کی ربوبیت کا ملکہ کے اظہار کے لیے عالم کی بھی جمع لائی گئی ہے، جس سے مراد مخلوقات کی الگ الگ جنسیں ہیں، مثلاً: عالم جن، عالم انس، عالم ملائکہ اور عالم وحوش و طیور وغیرہ۔ ان تمام مخلوقات کی ضرورتیں ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں لیکن رَبُّ الْعَالَمِينَ سب کی ضروریات، ان کے احوال و ظروف اور طبائع و اجسام کے مطابق مہیا فرماتا ہے۔

③ ﴿الرَّحْمٰنِ﴾ بروزن فعلان اور ﴿الرَّحِيْمِ﴾ بروزن فعیل ہے۔ دونوں صفت کے صیغے ہیں، جن میں مبالغہ موجود ہے، یعنی ان میں کثرت اور دوام کا مفہوم پایا جاتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ بہت رحم کرنے والا ہے اور اس کی یہ صفت دیگر صفات کی طرح دائمی ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں: رحمٰن میں رحیم کی نسبت زیادہ مبالغہ ہے، اسی لیے بِرَحْمَتِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ کہا جاتا ہے۔ دنیا میں اس کی رحمت عام ہے جس سے بلا تخصیص کافر و مومن سب فیض یاب ہو رہے ہیں اور آخرت میں وہ صرف رحیم ہوگا، یعنی اس کی رحمت صرف مومنین کے لیے خاص ہوگی۔ ﴿فَسَاكِنَتُهُمُ الْبَنَاتُ يَنْتَقُونَ وَيُقَوُّونَ الرِّكَوَّةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ﴾ (الأعراف 156:7) ”میں وہ رحمت ان لوگوں کے لیے ضرور رکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔“ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ!

④ دنیا میں بھی اگرچہ مکافات عمل کا سلسلہ ایک حد تک جاری رہتا ہے، تاہم اس کا مکمل ظہور آخرت میں ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے اچھے یا برے اعمال کے مطابق مکمل جزا اور سزا دے گا۔ اسی طرح دنیا میں عارضی طور پر اور بھی کئی لوگوں کے پاس تخت الاسباب اختیارات ہوتے ہیں لیکن آخرت میں تمام اختیارات کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس روز فرمائے گا:

﴿يَمُنُ الْمَلِكُ الْيَوْمَ﴾ ”آج کس کی بادشاہی ہے؟“ پھر وہی جواب دے گا: ﴿يَلِلُو الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ (المؤمن 40:16) ”صرف ایک غالب اللہ کے لیے۔“ ﴿يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ﴾ (الانفطار 82:19) ”اس دن کوئی ہستی کسی کے لیے اختیار نہیں رکھے گی، سارا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہوگا۔“ یہ ہوگا جزا کا دن۔

③ عبادت کے معنی ہیں کسی کی رضا کے لیے انتہائی تدبیر و عاجزی اور کمال خشوع کا اظہار۔ اور بقول ابن کثیر ”شریعت میں کمال محبت، خضوع اور خوف کے مجموعے کا نام عبادت ہے۔“ یعنی جس ذات کے ساتھ محبت بھی ہو، اس کی مافوق الاسباب طاقت کے سامنے عاجزی و بے بسی کا اظہار بھی ہو اور اسباب و مافوق الاسباب ذرائع سے اس کی گرفت کا خوف بھی ہو۔ سیدھی عبادت نَعْبُدُكَ وَنَسْتَعِينُكَ ”ہم تیری عبادت کرتے اور تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔“ ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ نے یہاں مفعول بہ [خیر] کو فعل پر مقدم کر کے ﴿إِنَّا كُنَّا نَعْبُدُكَ وَإِنَّا كُنَّا نَسْتَعِينُكَ﴾ فرمایا، جس سے مقصد انحصار پیدا کرنا ہے، یعنی ”ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔“ اس اعتبار سے نہ عبادت اللہ کے سوا کسی اور کی جائز ہے اور نہ استغاثہ ہی کسی اور سے جائز ہے۔ ان الفاظ سے شرک کا سد باب کر دیا گیا ہے لیکن جن کے دلوں میں شرک کا روگ راہ پا گیا ہے، وہ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب استغاثت میں فرق کو نظر انداز کر کے عوام کو مغالطے میں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو ہم بیمار ہو جاتے ہیں تو ڈاکٹر سے مدد حاصل کرتے ہیں، یہی سے مدد چاہتے ہیں، ڈرائیور اور دیگر انسانوں سے مدد کے طالب ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ یہ باور کراتے ہیں کہ اللہ کے سوا اوروں سے مدد مانگنا بھی جائز ہے۔ حالانکہ اسباب کے ماتحت ایک دوسرے سے مدد چاہنا اور مدد کرنا یہ شرک نہیں ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کا عطا ہوا نظام ہے، جس میں سارے کام ظاہری اسباب کے مطابق ہی ہوتے ہیں، حتیٰ کہ انبیاء بھی انسانوں کی مدد حاصل کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ﴿مَنْ أَصْبَارِي إِلَى اللَّهِ﴾ (الصف 61:14) ”اللہ کے (دین کے) لیے کون میرا مددگار ہے؟“ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو فرمایا: ﴿وَقُلْنَا نَأْمُرُ عَلَى الْبَيْتِ وَالْقَفْوَى﴾ (المائدة 5:2) ”تو ایسی اور تقویٰ کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔“ ظاہر بات ہے کہ یہ تعاون ممنوع ہے نہ شرک مطلوب و محمود ہے۔ اس کا اصطلاحی شرک سے کیا تعلق؟ شرک تو یہ ہے کہ ایسے شخص سے مدد طلب کی جائے جو ظاہری اسباب کے لحاظ سے مدد نہ کر سکتا ہو، جیسے کسی فوت شدہ شخص کو مدد کے لیے پکارنا، اس کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا، اس کو نافع و ضار باور کرنا اور دروز و نزدیک سے ہر ایک کی فریاد سننے کی صلاحیت سے بہرہ ور تسلیم کرنا۔ اس کا نام ہے مافوق الاسباب طریقے سے مدد طلب کرنا اور اسے خدائی صفات سے متصف ماننا۔ اسی کا نام شرک ہے جو بد قسمتی سے محبت اولیاء کے نام پر مسلمان ملکوں میں عام ہے۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْهُ!

توحید کی تین قسمیں: اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ توحید کی تین اہم قسمیں بھی مختصراً بیان کر دی جائیں۔ یہ قسمیں ہیں: ① توحید ربوبیت ② توحید الوہیت ③ توحید اسماء و صفات۔

① توحید ربوبیت کا مطلب ہے کہ اس کائنات کا خالق، مالک، رازق اور مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اس توحید کو ملاحدہ و زنادقہ کے علاوہ تمام لوگ مانتے ہیں، حتیٰ کہ مشرکین بھی اس کے قائل رہے ہیں اور ہیں، جیسا کہ قرآن کریم نے مشرکین مکہ کا اعتراف نقل کیا ہے، مثلاً: فرمایا: ”اے پیغمبر! ان سے پوچھیں کہ تم کو آسمان و زمین میں رزق کون دیتا ہے یا (تھمارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور بے جان سے جاندار اور جاندار سے بے جان کون پیدا کرتا ہے اور دنیا کے کاموں کا انتظام کون کرتا ہے؟ جھٹ کہہ دیں گے کہ اللہ (یہ سب کام کرنے والا اللہ ہے)۔“ (یونس 31:10)

اَنَامُهَا ۝ (114) سُورَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ (21) اَنَامُهَا ۝ 1

سورة ناس ۱۱۴ کی ہے، اس میں 6 آیات ہیں۔

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ① مَلِكِ النَّاسِ ② إِلَهِ النَّاسِ ③ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ④
الَّذِي يُوسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ⑤ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ⑥

آپ کہہ دیجیے کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں ① لوگوں کے مالک کی ② اور لوگوں کے معبود کی (پناہ میں) ③ ④ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے ⑤ (خواہ) وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے ⑥

اس کے بال یا کوئی چیز حاصل کر کے اس پر یہ عمل کیا جاتا ہے۔

⑤ حسد یہ ہے کہ حاسد، محسود سے زوال و نفع کی آرزو کرتا ہے، چنانچہ اس سے بھی پناہ طلب کی گئی ہے کیونکہ حسد بھی ایک نہایت بری اخلاقی بیماری ہے جو نیکیوں کو کھاتا ہے۔

■ اس کی فضیلت گزشتہ سورت کے ساتھ بیان ہو چکی ہے۔ ایک اور حدیث ہے جس میں آتا ہے کہ نبی ﷺ کو نماز میں پچھوڑ س گیا۔ نماز سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے پانی اور نمک منگوا کر اوپر ملا اور ساتھ ساتھ ﴿قُلْ يَا كُفْرُؤْنَ﴾، ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھتے رہے۔ (المعجم الصغير للطبرانی، حدیث: 830، وجمع الزوائد 191/5، وقال الهیثمی: إسناده حسن)

① رَبِّ (پروردگار) کا مطلب ہے جو ابتداء ہی سے جبکہ انسان ابھی ماں کے پیٹ ہی میں ہوتا ہے، اس کی تدبیر و اصلاح کرتا ہے حتیٰ کہ وہ بالغ عاقل ہو جاتا ہے، پھر وہ یہ تدبیر چند مخصوص افراد کے لیے نہیں بلکہ تمام انسانوں کے لیے کرتا ہے اور تمام انسانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ اپنی تمام مخلوقات کے لیے کرتا ہے، یہاں صرف انسانوں کا ذکر انسان کے اس شرف و فضل کے اظہار کے لیے ہے جو تمام مخلوقات پر اس کو حاصل ہے۔

② جو ذات تمام انسانوں کی پرورش اور نگہداشت کرنے والی ہے، وہی اس لائق ہے کہ کائنات کی حکمرانی اور بادشاہی بھی اس کے پاس ہو۔ ③ اور جو تمام کائنات کا پروردگار ہو، پوری کائنات پر اس کی بادشاہی ہو، وہی ذات اس بات کی مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور وہی تمام لوگوں کا معبود ہو، چنانچہ میں اسی عظیم و برتر ہستی کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔

④ ﴿الْوَسْوَاسِ﴾ بعض کے نزدیک اسم فاعل المُوَسْوِسُ کے معنی میں ہے اور بعض کے نزدیک یہ ذی الوَسْوَاسِ ہے۔ وسوسہ، مخفی آواز کو کہتے ہیں۔ شیطان بھی نہایت غیر محسوس طریقوں سے انسان کے دل میں بری باتیں ڈال دیتا ہے، اسی کو وسوسہ کہا جاتا ہے۔ ﴿الْخَنَّاسِ﴾ (کھسک جانے والا) یہ شیطان کی صفت ہے۔ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو یہ کھسک جاتا ہے اور اللہ کی یاد سے غفلت برتی جائے تو دل پر چھا جاتا ہے۔

⑤ یہ وسوسہ ڈالنے والوں کی دو قسمیں ہیں۔ شیاطین جو جنات میں سے ہوتے ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو گمراہ کرنے کی

قدرت دی ہے۔ علاوہ ازیں ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان اس کا ساتھی ہوتا ہے جو اس کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جب نبی ﷺ نے یہ بات فرمائی تو صحابہ نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! کیا وہ آپ کے ساتھ بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! میرے ساتھ بھی ہے لیکن اللہ نے اس پر میری مدد فرمائی ہے اور وہ مطیع ہو گیا ہے۔ مجھے خیر کے علاوہ کسی بات کا حکم نہیں دیتا۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 2814) اسی طرح حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ اعکاف فرماتے تھے کہ آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ سے ملنے کے لیے آئیں۔ رات کا وقت تھا، آپ انہیں چھوڑنے کے لیے ان کے ساتھ گئے۔ راستے میں دو انصاری صحابی وہاں سے گزرے تو آپ ﷺ نے انہیں بلا کر فرمایا کہ ”یہ میری اہلیہ، صفیہ بنت حبیبہ ہیں۔“ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کی بابت ہمیں کیا بدگمانی ہو سکتی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”یہ تو ٹھیک ہے لیکن شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کچھ شبہ نہ ڈال دے۔“ (صحیح البخاری، حدیث: 7171) دوسرے وہ شیطان جو انسانوں میں سے ہوتے ہیں جو اپنی ہی جنس (انسانوں) کو گمراہی کی ترغیب دیتے ہیں۔ اس تفصیل کی روشنی میں ﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾ کا تعلق ﴿الَّذِي يُوسْوِسُ﴾ سے ہے۔ جبکہ بعض علماء کہتے ہیں کہ ﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾ کا تعلق ﴿فِي صُدُورِ النَّاسِ﴾ میں الناس سے ہے، اس صورت میں مطلب یہ بنتا ہے کہ شیطان جن کو گمراہ کرتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں، یعنی شیطان انسانوں کو بھی گمراہ کرتا ہے اور جنات کو بھی۔ صرف انسانوں کا ذکر تخریب کے طور پر ہے، ورنہ جنات بھی شیطان کے وسوسوں سے گمراہ ہونے والوں میں شامل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جنوں پر بھی قرآن میں ﴿رِجَالٌ﴾ کا لفظ بولا گیا ہے۔ (الجن 6:72) اس لیے وہ بھی ناس کا مصداق ہیں۔

